بِسْمِ اللهِ الرّحمٰن الرّاحیم

بموقع: تحفظ سنت کانفرنس

زیرِ اہتمام: جمعیت علماء ہند

علم حدیث میں امام ابو حنیفه کا مقام و مرتبه

از

حبیب الرّحمٰن اعظمی
استاذ حدیث دارالعلوم دیو بند

شائع کردہ
جمعیة علماء هند
۱ بہادرشاہ ظفر مارگ نئی دہلی ۔۱۱۰۰۰۲(انڈیا)

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّاحیم

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمتہ اللہ علیہ کی جلالت قدر وعظمت شان کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ تابعیت کے عظیم دینی اور روحانی شرف کے حامل ہیں امام ابوحنیفہؒ کی یہ ایسی فضیلت ہے جس نے انہیں اپنے معاصر۔۔۔فقہاء محدثین میں اسناد عالی کی حیثیت سے ممتاز کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی مکی لکھتے ہیں۔

" انہ أدرک جماعۃ من الصحابۃ کانو البالکوفۃ بعد مولدہ بھا سنۃ ثمانین فھو من طبقۃ التابعین ولم یثبت ذلک لأحد من أیٔمۃ الأمصار المعاصرین لہ کالأ وزاعی بالشام والحمادین بالبصرۃ' والثوری بالکوفۃ ومالک بالمدینۃ المشرفہ' واللیث بن سعد بمصر" (۱)

امام ابوحنیفہ نے اپنی پیدائش سن ۸۰ کے بعد صحابہ کی ایک جماعت کا زمانہ پایا ہے جو کوفہ میں تھے اس لیے وہ تابعین کے طبقہ میں ہیں' اور یہ شرف ان کے معاصر محدثین وفقہاء جیسے شام میں امام اوزاعی' بصرہ میں امام حماد بن سلمہ' امام حماد بن زید' کوفہ میں امام سفیان ثوری' مدینہ میں امام مالک' اور بصرہ میں امام لیث بن سعد کو حاصل نہیں ہوسکا۔

حافظ الدنیا امام ابن حجر عسقلانی نے بھی ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت کو بطریق دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے ان کے الفاظ ملاحظہ کیجئے!

أدرک الامام ابو حنیفۃ جماعۃ من الصحابۃ لأنہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الھجرۃ وبھا یومئذ من الصحابۃ عبداللہ بن أبی اوفی فانہ مات بعد ذالک بالاتفاق' وبالبصرۃ یومئذ أنس بن مالک ومات سنۃ تسعین أوبعدھا' قد أورد ابن سعد بسند لاباس بہ أن أبا حنیفۃ رأی أنسا وکان غیر ھزین فی الصحابۃ بعدہ' من البلاد احیاء.

(۱) الخیرات الحسان فصل سادس ص:۲۱' از علامہ ابن حجر ہیتمی مکی

وقد جمع بعضھم جزأفیما ورد من روایۃ أبی حنیفۃ عن الصحابۃ لکن لا یخلواسناد ھا من ضعف والمعتمد علی ادراکہ ماتقدم وعلیٰ رویتہ لبعض الصحابۃ مأوردہ ابن سعد فی الطبقات' فھو بھذا الاعتبار من طبقہ التابعین (۱)

امام ابوحنیفہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں کوفہ میں ہوئی اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے کیونکہ ان کی وفات بالاتفاق ۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے' اور ان دنوں بصرہ میں انس بن مالک موجود تھے اس لیے کہ ان کی وفات ۹۰ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے اور ابن سعد نے اسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے بیان کیا کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے' نیز ان دونوں اصحاب کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہ مختلف شہروں میں بقید حیات تھے اور بعض علماء نے امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث کو ایک خاص جلد میں جمع کیا ہے لیکن ان کی سندیں ضعف سے خالی نہیں ہیں' امام ابوحنیفہ کا صحابہ کے زمانے کو پانے کے متعلق قابل اعتماد بات وہی ہے جو گزر چکی ہے اور بعض صحابہ کو دیکھنے کے بارے میں قابل اعتماد بات وہ ہے جس کو ابن سعد نے طبقات میں ذکر کی ہے لہٰذا اس اعتبار سے امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ تابعین کے طبقہ میں سے ہیں الخ۔

علامہ ہیتمی مکی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے علاوہ امام دارقطنی' حافظ ابونعیم اصبہانی حافظ ابن عبدالبر' امام خطیب بغدادی' ابن الجوازی' امام سمعانی' حافظ عبدالغنی مقدسی' سبط ابن الجوازی' حافظ زین الدین عراقی' ولی الدین عراقی ابن الوزیر یمانی' وغیرہ ائمہ حدیث نے بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تابعیت کا اقرار واعتراف کیا ہے۔

طلب حدیث کے لیے اسفار

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے فقہ وکلام کے علاوہ بطور خاص حدیث پاک کی تعلیم وتحصیل کی تھی اوراس کے لیے حضرات محدثین کی روش کے مطابق اسفار بھی کیے چنانچہ امام ذہبی جو رجال علم وفن کے احوال وکوائف کی معلومات میں ایک امتیازی شان کے مالک ہیں اپنی مشہور اور انتہائی مفید تصنیف ''سیر اعلام النبلا'' میں امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں وعنی بطلب الآثار وارتحل فی ذالك(۱) ''امام صاحب نے طلب حدیث کی جانب خصوصی توجہ کی اوراس کے لیے اسفار کیے۔

مزید یہ بھی لکھتے ہیں:۔

ان الامام ابا حنیفة طلب الحدیث واکثر منه سنة مئة و بعدها (۲)

امام ابوحنیفہؒ نے حدیث کی تحصیل کی بالخصوص ۱۰۰ھ اوراس کے بعد کے زمانہ میں اس اخذ وطلب میں بہت زیادہ سعی کی۔

امام ذہبی کے بیان ''وارتحل فی ذالك'' کی قدرے تفصیل صدر الائمہ موفق بن احمد مکیؒ نے اپنی مشہور جامع کتاب ''مناقب الامام الاعظم میں ذکر کی ہے وہ لکھتے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کوفی نے طلب علم میں بیس مرتبہ سے زیادہ بصرہ کا سفر کیا تھا اور اکثر سال' سال بھر کے قریب قیام رہتا تھا۔''(۳)

اس زمانے میں سفر حج ہی افادہ واستفادہ کا ایک بڑا ذریعہ تھا کیونکہ بلاد اسلامیہ کے گوشہ گوشہ سے ارباب فضل وکمال حرمین شریفین میں آکر جمع ہوتے تھے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ امام ابوالمحاسن مرغینانی نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے پچپن حج کیے تھے۔ اور یہ تاریخ اسلام میں کوئی عجیب بات نہیں کہ اسے مبالغہ آمیز تصور کیا جائے کیونکہ متعدد شخصیتوں کے نام پیش کیے جاسکتے ہیں جن کی حج کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے چنانچہ امام ابن ماجہؒ کے شیخ علی بن منذر نے اٹھاون حج کئے تھے اوران میں اکثر پاپیادہ ہی تھے' (۱) محدث سعید بن سلیمان ابوعثمان واسطی نے ساٹھ حج کئے تھے (۲) اور حافظ عبدالقادر قرشی نے **جواھر المضیه فی طبقات الحنفیه** میں امام سفیان بن عینیہ نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے ستر حج کیے تھے۔

(۱) سیر اعلام النبلاء ۳۹۲/۶ (۲) سیر اعلام النبلاء ۳۹۶/۶ (۳) مناقب الامام الاعظم ۵۹/۱ =

علاوہ ازیں ۱۳۰ھ سے خلیفہ منصور عباسی کے زمانہ تک جسکی مدت چھ سال کی ہوتی ہے آپ کا مستقل قیام کہ معظّمہ ہی میں رہا (۳)

ظاہر ہے کہ اس دور کے طریقۂ رائج کے مطابق دوران حج اوراس چھ سالہ مستقل قیام کے زمانہ میں آپ نے شیوخ حرمین شریفین اور واردین وصادرین اصحاب حدیث سے خوب خوب استفادہ کیا ہوگا طلب علم کے اسی والہانہ اشتیاق اور بے پناہ شغف کا ثمرہ ہے کہ آپ نے اساتذہ وشیوخ کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی (۴)۔ پھران چار ہزار اساتذہ سے آپ نے کس قدر احادیث حاصل کیں اس کا کچھ اندازہ مشہور امام حدیث حافظ مسعر بن کدام کے اس بیان سے کیا جاسکتا ہے جسے امام ذہبی نے ''مناقب امام ابی حنیفہ وصاحبیہ'' میں نقل کیا ہے۔

علم حدیث میں مہارت وامامت

امام مُسعر بن کدام جواکابر حفاظ حدیث میں ہیں امام صاحب کی جلالت شان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

طلبت مع ابی حنیفه الحدیث فغلبنا' واخذنا فی الزهد فبرع علینا وطلبنا معه الفقه فجاء ماترون حواله تلخیص(۵)

''میں نے امام ابوحنیفہ کی رفاقت میں حدیث کی تحصیل کی تو وہ ہم پر غالب رہے اور زہد و پرہیزگاری میں مصروف ہوئے تو اس میں بھی وہ فائق رہے اور فقہ ان کے ساتھ شروع کی تو تم دیکھتے ہو کہ اس فن میں کمالات کے کیسے جوہر دکھائے''۔

(۱) سنن ابن ماجہ باب صید الکلب = (۲) مناقب امام احمد از ابن الجوازی ص ۳۸۷ = (۳) عقود الجمان از مؤرخ کبیر ومحدث امام محمد بن یوسف الصالحی الشافعی ص ۳۱۲ (۴) عقود الجمان میں امام صالحی نے الباب الرابع فی ذکر بعض شیوخه کے تحت ۲۴ صفحات میں شیوخ امام اعظم کے اسماء ذکر کیے ہیں۔ (۵) مناقب ذہبی ص: ۲۷

یہ مسعر بن کدام وہ بزرگ ہیں جن کے حفظ واتقان کی بناء امام شعبہ انہیں مصحف کہا کرتے تھے (۱) اور حافظ ابومحمد رامہرمزی نے اصول حدیث کی اولین جامع تصنیف المحدث الفاضل میں لکھا ہے کہ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری میں جب کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوتا تو دونوں کہا کرتے کہ ''**اذهبنا الی المیزان مسعر**'' ہم

دونوں کو مسعر کے پاس لے چلو جو فن حدیث کے میزان علم ہیں' ذرا غور تو فرمایئے کہ امام شعبہ اور امام سفیان ثوری دونوں امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں پھر ان دونوں بزرگ کی میزان جس ذات کے بارے میں یہ شہادت دے کہ وہ علم حدیث میں ہم پر فوقیت رکھتی ہے اس شخصیت کا فن حدیث میں پایہ کیا ہوگا۔

مشہور امام تاریخ وحدیث حافظ ابوسعد سمعانی کتاب الانساب میں امام صاحب کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

اشتغل بطلب العلم و بالغ فیہ حتی حصل لہ مالم یحصل لغیرہ. (۲)

''امام ابوحنیفہ طلب علم میں مشغول ہوئے تو اس درجہ غایت انہاک کے ساتھ ہوئے کہ جس قدر علم انہیں حاصل ہوا دوسروں کو نہ ہو سکا''

غالبًا امام صاحبؒ کے اسی کمال علمی کے اعتراف کے طور پر امام احمد بن حنبل اور امام بخاریؒ کے استاذ حدیث شیخ الاسلام حافظ ابوعبدالرحمٰن مقری جب امام صاحب سے کوئی حدیث روایت کرتے تو اس الفاظ کے ساتھ روایت کرتے تھے اخبرنا شاھنشاہ ہمیں علم حدیث کے شہنشاہ نے خبر دی۔ یہ حافظ ابوعبدالرحمٰن مقری امام ابوحنیفہ کے خاص شاگرد ہیں اور امام صاحب سے نوسو ۹۰۰ حدیثیں سنی ہیں جیسا کہ علامہ کردی مناقب الامام الاعظم (ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد) میں لکھتے ہیں عبداللہ بن یزید المقری (ابوعبدالرحمٰن) سمع من الامام تسع مأۃ حدیث)

اسی بات کا اعتراف محدث عظیم حافظ یزید بن ہارون نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

کان ابو حنیفۃ نقیا' تقیا' زاھد أعالماً صدوق اللسان احفظ اھل زمانہ(۳)

۱۰) تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی ۱/۱۸۸= (۲) کتاب الانساب طبع لندن ورق ۱۹۶= (۳) اخبار ابی حنیفہ اصحابہ از جمیری ص ۳۶=

امام ابوحنیفہؒ پاکیزہ سیرت' متقی' پرہیز گار' صداقت شعار اور اپنے زمانہ میں بہت بڑے حافظ حدیث تھے۔ امام ابوحنیفہؒ کے علوم وقرآن وحدیث میں امتیازی تبحر اور وسعت معلومات کا اعتراف امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن سعید القطان نے ان وقیع الفاظ میں کیا ہے۔

إنہ واللہ لأ علم ھذہ الامۃ بما جاء عن اللہ ورسولہ. (۱)

''بخدا ابوحنیفہ اس امت میں خدا اور اس کے رسول سے جو کچھ وارد ہو رہا ہے اس کے سب سے بڑے عالم تھے۔'' امام بخاریؒ کے ایک اور استاذ حدیث امام مکی بن ابراہیم فرماتے ہیں۔ کان أبو حنیفۃ زاھدا' عالماً' راغباً فی الآخرۃ صدوق اللسان أحفظ اھل زمانہ(۲)

''امام ابوحنیفہؒ پرہیز گار' عالم، آخرت کے راغب' بڑے راست باز اور اپنے معاصرین میں سے سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔''

امام ابوحنیفہؒ کی حدیث میں کثرت معلومات کا اندازہ اس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ امام صاحب نے حدیث پاک میں اپنی اولین تالیف کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث کے مجموعہ سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے۔ چنانچہ صدر الائمہ موفق بن احمد مکہ محدث کبیر امام الائمہ بکر بن محمد زرنجری متوفی ۵۱۲ ھ کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

وانتخب ابو حنیفۃ رحمہ اللہ الآثار من اربعین الف حدیث. (۳)

''امام ابوحنیفہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔''

پھر اسی کے ساتھ امام حافظ ابویحیٰی زکریا بن یحیٰی نیشاپوری متوفی ۲۹۸ ھ کا یہ بیان بھی پیش نظر رکھیے جسے انہوں نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ میں خود امام اعظم سے بہ سند نقل کیا ہے کہ:

(۱) مقدمہ کتاب التعلیم از مسعود بن شیبہ سندھی' بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۶۷ از محقق کبیر علامہ محمد عبدالرشید نعمانی (۲) مناقب الامام الاعظم از صدر الائمہ موفق بن احمد مکی (۳) مناقب الامام الاعظم ۱/۹۵

عندی صنادیق الحدیث ما أخرجت منھما إلا ألیسیر الذی یتفع بہ.(۱)

''میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔''

اب خدا ہی کومعلوم ہے کہ ان صندوقوں کی تعداد کیا تھی اور ان میں احادیث کا کس قدر ذخیرہ محفوظ تھا۔لیکن اس سے اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ والغفران کثیر الحدیث ہیں اور یارلوگوں نے جو یہ مشہور کر رکھا ہے کہ حدیث کے باب میں امام صاحب تہی دامن تھے اور انہیں صرف سترہ حدیثیں معلوم تھیں یہ ایک بے بنیاد الزام ہے علمی دنیا میں قطعاً غیر معروف اور اوپرا ہے۔جو بازاری افسانوں سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔

ضروری تنبیہ

اس موقعہ پر یہ علمی نکتہ پیش نظر رہے کہ یہ چالیس ہزار متون حدیث کا ذکر نہیں بلکہ اسانید کا ذکر ہے پھر اس تعداد میں صحابہ وا کابر تابعین کے آثار واقوال بھی داخل ہیں کیونکہ سلف کی اصطلاح میں ان سب کے لیے حدیث واثر کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔

امام صاحب کے زمانہ میں احادیث کے طرق واسانید کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ نہیں تھی بعد کو امام بخاری' امام مسلم وغیرہ کے زمانہ میں سندوں کی یہ تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی کیونکہ ایک شیخ نے کسی حدیث کو مثلاً دس تلامذہ سے بیان کیا تو اب محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ دس سندیں شمار ہونگی اگر اب کتاب الآثار اور مؤطا امام مالک کی احادیث کی تخریج دیگر کتب حدیث کی احادیث سے کریں تو ایک ایک متن کی دسیوں بیسیوں سندیں مل جائیں۔

حافظ ابونعیم اصفہانی نے مسند ابی حنیفہ میں بسند متصل یحییٰ بن نصر صاحب کی زبانی نقل کیا ہے کہ:

دخلت علی ابی حنیفة فی بیت مملوء کتباً فقلت: ماھٰذہ ؟

(۱) مناقب الامام الاعظم ۱/۹۵

قال ھذہ أحادیث کلھا وما حدثت بہ الاالیسیر الذی ینتفع بہ(۱)

''میں امام ابوحنیفہ کے یہاں ایسے مکان میں داخل ہوا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔میں نے ان کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا یہ سب کتابیں حدیث کی ہیں اور میں نے ان سے تھوڑی سی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے نفع اٹھایا جائے''۔

مشہور محدث ابومقاتل حفص بن سلم امام ابوحنیفہؒ کی فقہ وحدیث میں امامت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

وکان أبو حنیفة إمام الدنیا فی زمانہ فقھا و علما وورعاً قال: وکان أبو حنیفة محنة یعرف بہ أھل البدع من الجماعة ولقد ضرب بالسیاط علی الدخول فی الدنیا لھم فابی(۲)

امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانہ میں فقہ وحدیث اور پرہیزگاری میں امام الدنیا تھے۔ان کی ذات آزمائش تھی جس سے اہل سنت والجماعت اور اہل بدعت میں فرق وامتیاز ہوتا تھا انہیں کوڑوں سے مارا گیا تاکہ وہ دنیاداروں کے ساتھ دنیا میں داخل ہوجائیں (کوڑوں کی ضرب برداشت کرلی) مگر دخول دنیا کو قبول نہیں کیا۔

حفص بن مسلم کے قول ''وکان أبو حنیفة محنة یعرف بہ أھل البدع من الجماعة'' (امام ابوحنیفہ آزمائش تھے ان کے ذریعہ اہل سنت اور اہل بدعت میں تمیز ہوتی تھی) کی وضاحت امام عبدالعزیز ابن ابی رواد کے اس قول سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں: أبو حنیفة المحنة من أحب أباحنیفة فھو سنیی ومن أبغض فھو مبتدع (۳) ''امام ابوحنیفہ آزمائش میں ہیں جو امام صاحب سے محبت رکھتا ہے وہ سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ بدعتی ہے''۔

مؤرخ کبیر شیخ محمد بن یوسف صالحی اپنی معتبر،مقبول اور جامع کتاب عقود الجمان

(۱)الانتفاء از حافظ عبدالبر ص ۳۱۹ مطبوعہ دالرالبشائر الاسلامیہ بیروت ۱۴۱۷ھ

(۲) اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ از امام صمیری ص ۷۹ (۳) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ازامام صمیری ص ۷۹

فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان۔ میں امام صاحب کی عظیم محدثانہ حیثیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعلم رحمك اللہ أن الامام أبا حنیفة رحمہ اللہ تعالی من کبار حفاظ الحدیث وقد تقدم انہ اخذ عن أربعة آلاف شیخ من التابعین وغیر

ھم وذکرہ الحافظ الناقد ابو عبداللہ الذھبی فی کتابہ الممتع طبقات الحفاظ من المحدثین منھم ولقد اصاب وأجاد، ولو لاکثرۃ اعتنائہ بالحدیث ماتھیّا لہ استنباط مسائل الفقہ فانہ أوّل من استنبطہ من الأدلۃ ۵۱ (۱)

’’معلوم ہونا چاہیے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کبار حفاظ حدیث میں سے ہیں اور اگلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام صاحب چار ہزار شیوخ تابعین وغیرہ سے تحصیل علم کیا ہے اور حافظ ناقد امام ذہبی نے اپنی مفید ترین کتاب تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ محدثین میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے (جو امام صاحب کے حافظ حدیث ہونے کی بڑی پختہ دلیل ہے ان کا یہ انتخاب بہت خوب اور نہایت درست ہے اگر امام صاحب تکثیر حدیث کا مکمل اہتمام نہ کرتے تو مسائل فقہیہ کے استنباط کی استعداد ان میں نہ ہوتی جبکہ دلائل سے مسائل کا استنباط سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا ہے‘‘۔

علم حدیث میں امام صاحب کے اسی بلند مقام ومرتبہ کی بناء پر اکابر محدثین اور ائمہ حفاظ کی جماعت میں عام طور پر امام اعظم کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے:۔ چنانچہ امام المحدثین ابوعبداللہ الحاکم اپنی مفید ومشہور کتاب ’’معرفۃ علوم الحدیث‘‘ کی انچاسویں ۴۹ نوع کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ھذا النوع من ھذہ العلوم معرفۃ الائمۃ الثقات المشھورین من التابعین وأتباعھم ممن یجمع حدیثھم للحفظ والمذاکرۃ والتبرک بذکرھم من الشرق الی الغرب.

’’علوم حدیث کی یہ نوع مشرق ومغرب کے تابعین اور اتباع تابعین میں سے مشہور ائمہ ثقات کی معرفت اور ان کے ذکر میں ہے جن کی بیان کردہ احادیث حفظ ومذاکرہ اور تبرک کی غرض سے جمع کی جاتی ہیں‘‘۔

پھر اس نوع کے تحت بلاد اسلامیہ کے گیارہ علمی مراکز مدینہ، مکہ، مصر، شام یمن، یمامہ، کوفہ، جزیرہ، بصرہ، واسط، خراسان کے مشاہیر ائمہ حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ محدثین مدینہ میں سے امام محمد بن مسلم زہری، محمد بن المنکدر قرشی، ربیعۃ بن ابی عبدالرحمن الرائی، امام مالک بن انس، عبداللہ بن دینار، عبیداللہ بن عمر بن حفص عمری، عمر بن عبدالعزیز، سلمہ بن دینار، جعفر بن محمد الصادق وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ محدثین مکہ میں سے ابراہیم بن میسرہ، اسماعیل بن امیہ، مجاہد بن جبیر، عمرو بن دینار، عبدالملک بن جریج، فضیل بن عیاض وغیرہ کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

۳۔ محدثین مصر میں سے عمرو بن الحارث، یزید بن ابی حبیب، عیاش بن عباس القتبانی عبدالرحمن بن خالد بن مسافر، حیوۃ بن شریح التجیبی، رزیق بن حکیم الایلی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۔ محدثین شام میں سے عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی، شعیب بن ابی حمزہ الحمصی، رجاء بن حیوۃ الکندی، امام مکحول (الفقیہ) وغیرہ کے اسماء بیان کئے گئے ہیں۔

۵۔ اہل یمن میں سے ہمام بن منبہ، طاؤس بن کیسان، ضحاک بن فیروز دیلمی، شرجیل بن کلیب صنعانی وغیرہ کے نام لیے ہیں۔

۶۔ محدثین یمامہ میں سے یحیٰی بن ابی کثیر، ابوکثیر یزید بن عبدالرحمن السحیمی، عبداللہ بن بدر یمانی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۷۔ محدثین کوفہ میں سے عامر بن شراحیل الشعبی، ابراہیم نخعی، ابواسحاق السبیعی، عون بن عبداللہ، موسی بن ابی عائشہ الہمدانی سعید بن مسروق الثوری، الحکم بن عتیبہ الکندی، حماد بن ابی سلیمان (شیخ امام ابوحنیفہ) منصور بن المعتمر السلمی، زکریا بن ابی زائدہ الہمدانی، معسر بن کدام الہلالی، امام ابوحنیفہ النعمان بن ثابت التیمی، سفیان بن سعد الثوری، الحسن بن صالح بن حی، حمزہ بن حبیب الزیات، زفر بن الہذیل (تلمیذ امام ابوحنیفہ) وغیرہ کا نام لیا ہے۔

۸۔ محدثین جزیرہ میں سے میمون بن مہران، کثیر بن مرۃ حضری، ثور بن یزید ابوخالد الرجی، زہیر بن معاویہ، خالد بن معدان العابد وغیرہ کے اسماء ذکر کیے ہیں۔

۹۔ اہل بصرہ کے محدثین میں سے ایوب بن ابی تیمیہ السختیانی معاویہ بن قرۃ مرنی، عبداللہ بن عون، داؤد بن ابی ہند شعبہ بن الحجاج (امام الجرح والتعدیل) ہشام بن حسان، قتادۃ بن دعامتہ سدوسی، راشد بن نجیح حمانی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۰۔ اہل واسط میں سے یحیٰی بن دینار رمانی، ابوخالد یزید بن عبدالرحمن دالانی، عوام بن حوشب وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۔ محدثین خراسان میں عبدالرحمن بن مسلم، عتیبہ بن مسلم، ابراہیم بن ادہم الزاہد، محمد بن زیاد وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے (۱)

اس نوع میں امام حاکم نے پانچ سو سے زائد ان ثقات ائمہ حدیث کو ذکر کیا ہے جن کی مرویات محدثین کی اہمیت کی حامل ہیں اور انہیں جمع کرنے کا خاص اہتمام کیا جاتا

ہے۔اوران ائمہ حدیث میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر ہے کیا اس کے بعد بھی امام صاحب کے حافظ حدیث بلکہ کبار حفاظ حدیث میں ہونے کے بارے میں کسی تردد کی گنجائش رہ جاتی ہے۔

اسی طرح امام ذہبی جو بقول حافظ ابن حجر عسقلانی نقد رجال میں استقراء تام کے مالک تھے۔اپنی اہم ترین ومفید ترین تصنیف سیر اعلام النبلاء میں امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے تذکرہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے قول ''العلم يدور على ثلثة مالك، والليث وابن عيينة''

(علم حدیث تین بزرگوں امام مالک، امام لیث بن سعد اور امام سفیان بن عیینہ پر دائر ہے) کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

(۱) معرفة علو الحديث از امام حاکم نیساپوری ص. ۲۴. ۲۴۹

قلت بل وعلى سبعة معهم، وهم الاوزاعي، الثوري، وأبو حنيفة، وشعبة والحمادان(۱)

(۱) سير اعلام النبلاء ۹۴/۸

میں کہتا ہوں کہ ان تینوں مذکورہ ائمہ حدیث کے ساتھ مزید سات بزرگوں یعنی امام اوزاعی، امام ثوری، امام معمر امام حنیفہ، امام شعبہ امام حماد اور امام حماد بن زید پر علم دائر ہے۔

آپ دیکھ رہے ہیں امام ذہبی ان اکابر ائمہ حدیث کے زمرہ میں جن پر علوم حدیث دائر ہے امام ابوحنیفہ کو بھی شمار کر رہے ہیں امام صاحب کے کبار محدثین کے صف میں ہونے کی یہ کتنی بڑی اور معتبر شہادت ہے اس کا اندازہ اہل علم کر سکتے ہیں۔

نیز اسی سیر اعلام النبلاء، میں مشہور امام حدیث یحییٰ بن آدم کے تذکرہ میں محمود بن غیلان کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ

"سمعت أباأسامة يقول كان عمرؓ في زمانه راس الناس وهو جامع وكان بعده ابن عباس في زمانه وبعده الشعبي في زمانه وكان بعده سفيان الثوري وكان بعد الثوري يحيٰ بن آدم"

محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ میں نے ابواسامہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے عہد میں علم واجتہاد کے اعتبار سے لوگوں کے سردار تھے اور وہ جامع فضائل تھے۔ اور انکے بعد حضرت ابن عباسؓ اپنے زمانہ میں، اور ان کے بعد امام شعبی اپنے زمانہ میں اور امام شعبی کے بعد سفیان ثوری اپنے زمانہ میں اور ان کے بعد یحییٰ بن آدم اپنے زمانے میں علم واجتہاد کے امام تھے۔

اس قول کو نقل کرنے کے بعد اس بارے میں اپنی رائے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

قلت: قد كان يحيىٰ بن آدم من كبار ائمة الاجتهاد، وقد كان عمر كما قال في زمانه ثم كان علي، وابن مسعود، ومعاذ، وابو الدر داء، ثم كان بعدهم في زمانه زيد بن ثابت، وعائشه وابو موسىٰ، وابو هريرة، ثم كان ابن عباس وابن عمر، ثم علقمة، مسروق وابوادريس وابن المسيب، ثم عروة والشعبي والحسن وابراهيم النخعي ومجاهدوطاؤس وعدّه ثم الزهري وعمر بن عبدالعزيز، وقتادة وأيوب ثم الأعمش وابن عون وابن جريج وعبيدالله بن عمر ثم الأوزاعي وسفيان الثوري، ومعمر و ابو حنيفه وشعبه ثم مالك والليث وحماد بن زيد و ابن عيينة ثم ابن المبارك يحيىٰ القطان ووكيع وعبدالرحمن وابن وهب، ثم يحيىٰ بن آدم وعفان والشافعي وطائفة ثم أحمد واسحاق ابو عبيد و على المديني وابن معين ثم ابو محمد الدارمي ومحمد بن اسماعيل البخاري وآخرون من ائمة العلم والاجتهاد. (۱)

وہ کہتا ہو یقیناً یحییٰ بن آدم کبار ائمہ اجتہاد میں سے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلاشبہ اپنے زمانہ میں علم واجتہاد میں سرتاج مسلمین تھے پھر ان کے بعد حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل ابودرداء رضی اللہ عنہم کا مرتبہ ہے، ان حضرات کے بعد زید بن ثابت عائشہ صدیقہ ابوموسیٰ اشعری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کا علم واجتہاد میں مرتبہ تھا، ان حضرات کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا مقام تھا پھر ان حضرات صحابہ کے بعد علقمہ، مسروق، ابوادریس خولانی اور سعید بن المسیب کا درجہ تھا پھر عروۃ بن زبیر، امام شعبی، حسن بصری، ابراہیم نخعی، مجاہد، طاؤس وغیرہ تھے پھر ابن شہاب زہری، عمر بن عبدالعزیز، قتادہ، ایوب سختیانی کا مرتبہ تھا پھر امام اعمش، ابن عون، ابن جریج، عبیداللہ بن عمر کر درجہ تھا پھر امام اوزاعی، سفیان ثوری، معمر، امام ابوحنیفہ اور شعبہ بن حجاج کا مقام ومرتبہ تھا پھر امام مالک، لیث بن سعد، حماد بن زید اور سفیان بن عیینہ تھے، پھر عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید قطان، وکیع بن جراح، عبدالرحمٰن بن مہدی، عبداللہ بن وہب تھے پھر یحییٰ بن آدم، عفان بن مسلم، امام شافعی وغیرہ تھے پھر امام احمد بن

حنبل اسحاق بن راہویہ، ابوعبید، علی بن المدینی اور یحییٰ بن معین تھے پھر ابومحمد دارمی، امام بخاری اور دیگر ائمہ علم واجتہاد اپنے زمانہ میں تھے۔

اس موقع پر بھی امام ذہبی نے اکابر ائمہ حدیث کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ذکر کیا ہے جس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ امام ذہبی کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ان اکابر کے ہم پایہ ہیں۔

(۱) سیر اعلام النبلاء ۹/۵۲۵۔۵۲۶۔

یہ اکابر محدثین یعنی امام مسعر بن کدام، امام ابوسعد سمعانی، حافظ حدیث یزید بن ہارون، استاد امام بخاری مکی بن ابراہیم ابومقاتل، امام عبدالعزیز بن رداد، مؤرخ کبیر المحدث محمد بن یوسف صالحی، امام المحدثین ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری امام ذہبی وغیرہ بیک زبان شہادت دے رہے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ اپنے عہد کے حفاظ حدیث میں امتیازی شان کے مالک تھے ان اکابر متقدمین ومتأخرین علمائے حدیث کے علاوہ امام ابن تیمیہ، ان کے مشہور تلمیذ ابن القیم وغیرہ حفاظ حدیث بھی امام صاحب کو کثیر الحدیث ہی نہیں بلکہ اکابر حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار انہیں مذکورہ ائمہ حدیث وفقہ کی نقول پر اکتفا کیا گیا ہے امام اعظمؒ کی مدح وتوصیف کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ امام حافظ عبدالبر اندلسی مالکی اپنی انتہائی وقیع کتاب ''الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء'' میں سرسٹھ ۶۷ اکابر محدثین وفقہاء کے اسماء نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وکل هولاء أثنوا علیه و مدحوه بألفاظ مختلفة (۱)

ان سارے بزرگوں نے مختلف الفاظ میں امام ابوحنیفہؒ کی مدح وثناء کی ہے امام صاحب کے بارے میں تاریخ اسلام کی ان برگزیدہ شخصیتوں کے اقوال کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی اس صحیح حدیث کی روشنی میں دیکھئے خادم رسول اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ:

مرّو ابجنازة فاثنوا علیها خیراً فقال النبی ﷺ ! وجبت فقال عمر ماوجبت؟ فقال هذا أثنیتم علیه خیرا، فوجبت له الجنة أنتم شهداء الله فی الأرض (متفق علیه)(۲)

حضرات صحابہ کا ایک جنازہ کے پاس سے گزر ہوا تو ان حضرات نے اس کی خوبیوں کی تعریف کی اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ تو رسول خدا ﷺ نے فرمایا تم نے اسکے خیر وبھلائی کو بیان کیا لہٰذا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ (۱) الانتقاء ص ۲۲۹ مطبوعہ دار البشائر بیروت ۱۴۱۷ (۲) مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۴۵ باختصار

اس حدیث پاک کے مطابق یہ اعیان علماء اسلام یعنی محدثین فقہاء، عباد زہاد اور اصحاب امانت ودیانت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی عظمت شان اور دینی امامت کے بارے میں شہداء اللہ فی الارض ہیں اور اللہ کے ان گواہوں کے شہادت کے بعد مزید کسی شہادت کی حاجت نہیں

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر اک کا نصیب یہ بخت رساں کہاں

امام صاحب کی عدالت وثقاہت

سید الفقہاء، سراج الامت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علم وفضل اور امامت وشہرت کے جس بلند وبالا مقام پر ہیں، ان کی عظمت شان بذات خود انہیں ائمۂ جرح و تعدیل کی انفرادی تعدیل وتوثیق سے بے نیاز کردیتی ہے۔

چنانچہ امام تاج الدین سبکی اصول فقہ پر اپنی مشہور کتاب ''جمع الجوامع'' کے آخر میں لکھتے ہیں۔

ونعتقد أن أباحنیفة ومالکا، والشافعی، وأحمد، والسفیانین، والأوزاعی، واسحاق بن راهویه، وداؤدالظاهری، وابن جریر وسائر ائمة المسلمین علی هدی من الله فی العقائد وغیرها والالتفات الی من تکلم فیهم بماهم بریئون منه فقد کانو ا من العلوم الدنیة والمواهب الالهیة والاستنباط الدقیقة والمعارف الغزیرة والدین والورع

والعبادة والزهادة والجلالة بالمحل لايسامىٰ."(۱)

ہمارا اعتقاد ہے کہ ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد، سفیان ثوری، وسفیان بن عیینہ، اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، داؤد ظاہری، ابن جریر طبری اور سارے ائمہ مسلمین عقائد و اعمال میں منجانب اللہ ہدایت پر تھے اور ان ائمہ دین پر ایسی باتوں کی حرف گیری کرنے والے جن سے یہ بزرگان دین بری تھے مطلقاً لائق التفات نہیں ہیں کیونکہ یہ حضرات علوم لدنی، خدائی عطایا، باریک استنباط، معارف کی کثرت، اور دین و پرہیزگاری، عبادت و زہد نیز بزرگی کے اس مقام پر تھے جہاں پہنچا نہیں جا سکتا ہے۔ نیز شیخ الاسلام ابواسحاق شیرازی شافعی اپنی کتاب اللمع فی اصول الفقہ میں رقم طراز ہیں۔

وجملته أن الراوی لا يخلوا اما ان يكون معلوم العدالة أومعلوم الفسق أو مجهول الحال، فان كانت عدالته معلومة كالصحابة رضی الله عنهم أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبی والنخعی اواجلاء الأئمة كمالک، وسفيان، وأبی حنيفة، والشافعی، وأحمد، واسحاق، ومن يجری مجراهم وجب قبول خيره ولم يجب البحث عن عدالته. (۱)

(۱) اللمع فی اصول الفقہ ص ۴۱ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی بمصر ۱۳۵۸ھ

''جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور ہوگی یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہوگا، یا وہ مجہول الحال ہوگا (یعنی اس کی عدالت یا فسق معلوم نہیں) تو اگر اس کی عدالت معلوم ہے جیسے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم یا افاضل تابعین جیسے حسن بصری، عطاء بن رباح، عامر شعبی، ابراہیم نخعی یا جیسے بزرک ترین ائمہ دین جیسے امام مالک، امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق بن راہویہ اور جوان کے ہم درجہ ہیں تو ان کی خبر ضرور قبول کی جائے گی اور ان کی عدالت و توثیق کی تحقیق ضروری نہیں ہوگی۔''

یہی بات اپنے الفاظ میں حافظ ابن صلاح نے اصول حدیث پر اپنی مشہور ومعروف کتاب علوم الحدیث میں تحریر کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

فمن اشتهرت عدالته بين أهل النقل من اهل العلم وشاع كالثناء عليه بالثقة والأمانة استغنى فيه بذالک عن بينة شاهد بعد الته تنصيصاً(۱)

''علمائے اہل نقل میں جس کی عدالت مشہور ہو اور ثقاہت وامانت میں جس کی تعریف عام ہو اس شہرت کی بناء پر اس کے بارے میں صراحتاً انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں ہے۔''

حافظ شمس الدین سخاوی ''الجواهر الدرفی ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر'' میں رقم طراز ہیں:۔

وسئل ابن حجر مما ذكره النسائی فی ''الضعفاء والمتروكين عن أبی حنيفة رضی الله أنه ليس بقوی فی الحديث وهو كثير الغلط والخطاء علی قلة روايته، هل هو صحيح؟ وهل وافقه علی هذا احد من ائمة المحدثين ام لا؟

فاجاب: النسائی من ائمة الحديث والذی قاله انما هو حسب ماظهر له وأداه اليه اجتهاده، وليس كل أحديؤ خذ بجميع قوله، وقد وافق النسائی علی مطلق القول فی جماعة من المحدثين، واستوعب الخطيب فی ترجمته من تاريخه أقاويلهم وفيها مايقبل ومايرد وقدا اعتذر عن الامام بانه كان يری أنه لايحدث الا بما حفظه منذ سمعه الی أن اداه، فلهذا قلت الرواية عنه وصارت روايته قليلة بالنسبة لذالك، والا فهو فی نفس الأمر كثير الرواية۔

وفی الجمله: ترك الخوض فی مثل هذا أولی فان الا امام وأمثاله ممن قفزو القنطرة فما صار يؤثر فی أحدمنهم قول أحد بل هم فی الدرجة اللتی رفعهم الله تعالیٰ اليها من كونهم متبوعين يقتدیٰ بهم فليعتمد هذا والله ولی التوفيق(۲)

(۱) علوم الحدیث المعروف بمقدمۃ ابن صلاح ص ۱۱۵

(۲) بحوالہ اثر الحدیث الشریف فی اختلاف الائمہ رضی اللہ عنہم ص ۱۱۶، ۱۱۷ از محقق علامہ محمد عوامہ

''شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ امام نسائی نے اپنی کتاب ''الضعفاء والمتروكين'' میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے متعلق جو یہ لکھا ہے کہ ''انه ليس بالقوی فی الحديث وهو كثير الغلط والخطاء علی قلة روايته'' (کیا یہ بات درست ہے اور ائمہ محدثین میں کسی نے اس قول میں انکی موافقت کی

ہے؟) تو شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے جواب دیا۔ نسائی ائمہ حدیث میں ہیں انہوں نے امام اعظمؒ کے بارے میں جو بات کہی ہے وہ اپنے علم واجتہاد کے مطابق کہی ہے۔ اور ہر شخص کی ہر بات لائق قبول نہیں ہوتی، محدثین کی جماعت میں سے کچھ لوگوں نے اس بات میں نسائی کی موافقت کی ہے اور امام خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں امام اعظم کے تذکرے میں ان لوگوں کے اقوال کو جمع کر دیا ہے جن میں لائق قبول اور قابل رد دونوں طرح کے اقوال ہیں، امام اعظمؒ کی قلت روایت کے بارے میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ روایت حدیث کے سلسلے میں چونکہ ان کا مسلک یہ تھا کہ اسی حدیث کا نقل کرنا درست ہے جو سننے کے وقت سے بیان کرنے کے وقت تک یاد ہو باب روایت میں اسی کڑی شرط کی بناء پر ان سے منقول روایتیں کم ہوگئیں ورنہ وہ فی نفسہ کثیر الروایت ہیں''۔

''بہر حال (امام اعظمؒ کے متعلق) اس طرح کی باتوں میں نہ پڑنا ہی بہتر ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان جیسے ائمہ دین ان لوگوں میں ہیں جو اس پل کو پار کر چکے ہیں (یعنی باب جرح میں ہماری بحث وتحقیق سے بالاتر ہیں) لہذا ان میں کسی کی جرح مؤثر نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کو امامت ومقتدائیت کی جو رفعت وبلندی عطا کی وہ اپنے اسی مقام بلند پر فائز ہیں۔ ان ائمۂ حدیث کے متعلق اسی تحقیق پر اعتماد کرو اللہ تعالیٰ ہی توفیق کے مالک ہیں''۔

ان اکابر علماء حدیث وفقہ کی مذکورہ بالا تصریحات اور حدیث وفقہ کے اس مسلمہ اصول کے پیش نظر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی توثیق وتعدیل سے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کے انفرادی اقوال پیش کیے جائیں پھر بھی بغرض فائدہ مزید امام اعظمؒ کی توثیق وتعدیل سے متعلق ذیل میں کچھ ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال درج کیے جا رہے ہیں۔

۱۔ قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحییٰ بن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظه ولا یحدث بما لا یحفظ۔ (۱)

''محمد بن سعد عوفی کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے وہ اسی حدیث کو بیان کرتے تھے جو انہیں محفوظ ہوتی تھی اور جو حدیث یاد نہ ہوتی بیان نہیں کرتے تھے''۔

۲۔ وقال صالح بن محمد الأسدی الحافظ سمعت یحییٰ بن معین یقول کان أبو حنیفة ثقة فی الحدیث۔(۲)

''حافظ صالح بن محمد اسدی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے''۔

۳۔ وقال علی بن المدینی أبو حنیفة روی عنه الثوری، وابن المبارك وحماد بن زیدو هشیم ووکیع بن الجراح وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا بأس به۔(۳)

''امام بخاری کے استاذ کبیر علی بن المدینی کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشیم، وکیع بن الجراح، عباد بن عوام اور جعفر بن عون روایت کرتے ہیں اور وہ ثقہ تھے ان میں کوئی خرابی نہیں تھی۔

۴۔ قال محمد بن اسماعیل سمعت شبابة بن سوار کان شعبة حسن الرای فی أبی حنیفة۔(۴)

(۱) تہذیب الکمال از حافظ مزی ۴۰/۷ ۳ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ ۱۴۱۸ ھ۔(۲) ایضاً۔

(۳) جامع بیان العلم وفضلہ ۸۳/۲/۔ از حافظ ابن عبدالبر مطبوعہ دارالجوزیہ ضعبۃ ثالثہ ۱۴۱۸ (۴) الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء ص ۱۹۶ از حافظ ابن عبدالبر مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت لطبعۃ الاولی ۱۴۱۷۔

شبابۃ بن سوار کا بیان ہے کہ امام شعبہ بن الحجاج امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

۵۔ قال عبداللہ بن أحمد بن ابراهیم الدورقی قال سئل یحییٰ بن معین وانا اسمع عن ابی حنیفة فقال: ثقة ماسمعت احداً ضعف هذا شعبة بن الحجاج یکتب الیه ان یحدث ویامره وشعبة شعبه(۱)

(۱) جامع بیان العلم وفضلہ ۱۰۸۴/۲

’’عبداللہ دورقی کہتے ہیں یحییٰ بن معین سے امام ابوحنیفہ کے متعلق پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ یحییٰ بن معین نے فرمایا وہ ثقہ ہیں میں نے کسی سے اس کی تضعیف نہیں سنی ، یہ امام شعبہ ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ کو مکتوب لکھا کہ آپ حدیث روایت کیجئے یعنی امام شعبہ نے انہیں حدیث کی روایت کا حکم دیا اور جرح وتعدیل کے فن میں شعبہ کا جو مقام ہے وہ سب کو معلوم ہے‘‘۔

اس موقع پر بغرض اختصار ائمۂ جرح وتعدیل میں سے امام یحییٰ بن معین ، امام علی بن المدینی اور امام شعبہ بن الحجاج کے اقوال پر اکتفاء کیا جارہا ہے ورنہ ’’بقول امام ابن عبدالبر الذین رووا عن أبی حنیفة ووثقوه واثنوا علیه اکثر من الذین تکلموا فیه‘‘۔

’’یعنی امام ابوحنیفہ سے حدیث کی روایت کرنے اور ان کی توثیق وتعریف کرنے والوں کی تعداد ان پر کلام کرنے والوں کی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔

پھر ان مذکورہ ائمہ کا فن جرح وتعدیل میں جو مقام ومرتبہ ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ ان میں سے صرف ایک کی تعدیل کسی کی عدالت کے ثبوت کے لیے کافی سمجھی جاتی ہے۔

امام ابوحنیفہ اور فن جرح وتعدیل :

سراج الامت ، سید الفقہاء نہ صرف ایک عادل وضابطہ حافظ حدیث تھے بلکہ ائمہ محدثین کی اس صف میں شامل تھے جو علوم حدیث اور رجال حدیث میں مہارت ، نیز ذکاوت وفراست اور عدالت وثقاہت میں اس معیار پر تھے جن کے فیصلوں پر راویانِ حدیث کے مقبول وغیر مقبول ہونے کا مدار ہے۔

چنانچہ الامام الناقد الحافظ ابوعبداللہ شمس الدین محمد الذہبی المتوفی ۷۴۸ھ طبقات المحدثین کے فن میں اپنی جامع ونافع ترین کتاب ’’تذکرۃ الحفاظ‘‘ کے سرورق پر رقم طراز ہیں۔

هذه تذكرة اسماء معدلی حملة العلم النبوی ومن ويرجع الی اجتهادهم فی التوثيق والتضعيف والتصحيح والتعريف۔(۱)

’’یہ مستقیم السیرت حاملین حدیث اور رجال کی توثیق وتضعیف نیز حدیث کی تصحیح وتضعیف میں جن کے اجتہاد ورائے کی جانب رجوع کیا جاتا ہے کے اسماء کا تذکرہ ہے‘‘۔

اور تذکرہ میں امام ذہبی پانچویں طبقہ کے حفاظ حدیث میں امام صاحب کا بھی ذکر کیا ہے۔(۲) جس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ذہبی نے (جن کے بارے میں ابن حجر کا فیصلہ ہے کہ نقد رجال میں استقراء تام کے مالک ہیں) کے نزدیک امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شمار ان ائمہ حدیث میں ہے جن کے قول سے جرح وتعدیل کے باب میں سند پکڑی جاتی ہے۔

پھر یہی امام ذہبی اپنے رسالہ ’’ذكر من يعتمد قوله فی الجرح والتعديل‘‘ میں لکھتے ہیں۔

فاول من زكیٰ وجرّح عن دالانقراض عصر الصحابة

۱۔ الشعبی، ۲۔ وابن سيرين ونحو هما حفظ عنهم توثيق أناس وتضعيف آخرين۔ وسبب قلة الضعفاء قلة متبوعهم من الضعفاء اذكاكثر المتبوعين صحابة عدول واكثرهم من غير الصحابة بل عامتهم ثقات صادقون يعون مايرون وهم كبار التابعين۔۔۔۔ثم كان فی المائة الثانية فی اوائلها جماعة من الضعفاء من ارساط التابعين وصغارهم...... فلما كان عند انقراض عامة التابعين فی حدود الخمسين ومائة تكلم طائفة من الجهابذة فی التوثيق والتضعيف ۳۔ فقال ابو حنيفة مارايت اكذب من جابر الجعفی الخ۔(۱)

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۱/۱مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بلا تاریخ (۲) ایضاً/۱۶۸

’’عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے خاتمہ کے بعد اولین جرح وتعدیل کرنے والوں میں امام شعبی اور امام ابن سیرین ہیں ان دونوں بزرگوں سے کچھ لوگوں کی توثیق اور کچھ دوسرے لوگوں کی جرح محفوظ ہے۔ اس عہد میں ضعفاء کی کمی کا سبب یہ ہے کہ اس زمانہ کے متبوعین میں حضرات صحابہ ہیں جو سب کے سب عادل ہی ہیں اور غیر صحابہ میں کبار تابعین ہیں جو عام طور پر ثقہ صادق اور اپنی مرویات کو محفوظ رکھنے والے تھے پھر دوسری صدی ہجری کے اوائل میں اوساط وصغار تابعین میں ضعفاء کی ایک جماعت ہے۔ پھر جب ۱۵۰ھ کے

حدود میں اکثر اور عام تابعین ختم ہو گئے تو ناقدین رجال کی ایک جماعت نے توثیق وتضعیف کے باب میں کلام کیا چنانچہ امام ابوحنیفہ نے جابر جعفی پر جرح کرتے ہوئے فرمایا

مارأیت اکذب من جابر الجعفی، جابر جعفی سے بڑا جھوٹا میں نے نہیں دیکھا''۔

جابر جعفی کے بارے میں امام صاحب کی اس جرح کی بنیاد پر عام طور پر ائمہ رجال نے یہی فیصلہ صادر کیا ہے کہ جابر جعفی کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ چنانچہ امام ترمذی کی کتاب العلل میں امام صاحب کے حوالہ سے جابر جعفی پر جرح نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

حدثنا محمود بن غیلان، حدثنا ابو یحییٰ الحمانی قال سمعت أبا حنیفه یقول: مارأیت أحداً أکذب من جابر الجعفی ولأافضل من عطاء۔(۲)

''امام ترمذی ناقل ہیں کہ مجھ سے محمود بن غیلان نے اور انہوں نے اپنے شیخ ابو یحییٰ حمانی سے نقل کیا کہ میں نے ابوحنیفہ سے کہتے ہوئے سنا کہ جابر جعفی سے بڑا جھوٹا اور عطا بن ابی رباح سے افضل میں نے نہیں دیکھا''۔

جرح وتعدیل کے باب میں امام صاحب کے اس قول کی امام ترمذی کے علاوہ امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حافظ ابن عدی نے ''الکامل فی الضعفاء'' میں اور حافظ ابن عبدالبر نے ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں نقل کیا ہے۔

(۱) اربع رسسائل فی علوم الحدیث ص ۱۷۲ -۱۷۵ مطبوعه دارالبشائر الاسلامیه الطبعة السادسة ۱۴۱۶ھ بتحقیق علامه محدث عبدالفتاح ابو غده۔ (۲) جامع ترمذی ۲/۲۳۳طبع مصر ۱۲۹۲ بحواله ابن ماجه اور علم حدیث از محقق علامه عبدالرشید نعمانی ص ۲۲۹، تهذیب التهذیب ۲/۴۸(۲) ص۱۰۸،۱۰۹ مطبوعه دهلی ۱۸۱۵ھ

امام بیہقی کتاب القرأت خلف الامام میں لکھتے ہیں۔

''ولو لم یکن فی جرح الجعفی الاقوال ابی حنیفة رحمه اللّٰہ لکفاه به شرافانه راه وجربه وسمع منه مایوجب تکذیبه فاخبربه۔''(۱)

''جابر جعفی کی جرح میں اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ہی کا قول ہوتا تو بھی اس کے مجروح ہونے کے لیے کافی تھا کیونکہ امام صاحب نے اسے دیکھا اور اس کا تجربہ کیا تھا اور اس سے ایسی باتیں سنی تھیں جس سے اسکی تکذیب ضروری تھی لہٰذا انہوں نے اسکی خبر دی''

اور امام ابومحمد علی بن احمد المعروف بہ ابن حزم اپنی مشہور کتاب ''المحلی فی شرح المجلی'' میں لکھتے ہیں۔

جابر الجعفی کذاب و أول من شهد علیه بالکذب ابو حنیفة(۲)

جابر جعفی کذاب ہے اور سب سے پہلے جس نے اسکے کاذب ہونے کی شہادت دی وہ امام ابوحنیفہ ہیں۔ ان نقول سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جرح وتعدیل کے باب میں امام بخاری امام علی بن المدینی استاذ امام بخاری امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، امام شعبہ وغیرہ ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال کی طرح امام ابوحنیفہ کے اقوال سے بھی ائمہ حدیث احتجاج واستدلال کرتے ہیں کتب رجال مثلاً تھذیب الکمال از امام مزی، تذہیب التھذیب از امام ذہبی، تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ میں جرح وتعدیل سے متعلق امام صاحب کے دیگر اقوال بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

اس مختصر مقالہ میں ان سب اقوال کے نقل کی گنجائش نہیں کسی دوسرے موقع پر انشاءاللہ اس اختصار کی تفصیل بھی پیش کر دی جائے گی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

(۱) ص ۱۰۸۔۱۰۹ مطبوعہ دہلی ۱۴۱۶ (۲) ۸۱/۳ طبع بیروت

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آله وأصحابه وأتباعه أجمعین.